بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
پاکستان

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور

اللہ سے محبّت

جو آدمی اللہ سے ایک منٹ بھی غافل ہوجاتے اس کے اندر غفلت اور معنوی کافری بیچی ہوتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ سے یہ غفلت پختہ ہوجائے۔ تعلق ہی نہ رہے اور حقیقی سلام کا دروازہ دل پر بند ہو جائے ـــــــــــ

تو بھائی! حقیقی بات یہی ہے کہ ہر وقت ہر جگہ اللہ موجود ہے۔ یہ سبق یاد ہو، مستحضر ہو، بھولا نہ ہو، تو گناہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ تو موجود ہے ہم یاد کریں نہ کریں، ہر وقت موجود ہے، ہر جگہ موجود ہے، بہر حال موجود ہے، شہ رگ میں، رگ رگ میں، دل کی گہرائیوں میں، دماغ میں موجود ہے۔ اللہ کی طرح ہمارے قریب اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ نہ ماں، نہ بیوی نہ شوہر اور نہ اور کوئی۔ اس لئے اللہ سے محبت فطری امر ہے کیونکہ وہ ہر جگہ سب سے زیادہ ہر وقت قریب تر ہے ـــــــــــ

(جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی)

آپ کے حالیہ دورۂ پاکستان کی رپورٹ اور جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں اتباعِ سیرت طیبہ کی ضرورت واہمیت کے موضوع پر ایمان افروز تقریر (اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

۱۸ جنوری ۱۹۸۵ء

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۲/- روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

زبان کی حفاظت

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) نجات کی کیا صورت ہے۔ فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھا کرو اور چاہیئے کہ تم کو سمائے رکھے تمہارا گھر، اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔

تشریح: مطلب یہ کہ اگر بغیر مواخذہ کے نجات چاہتے ہو تو تین باتوں کا التزام کرو ایک یہ کہ زبان قابو میں رکھو اور کوئی لفظ بے ضرورت اس سے صادر نہ ہو، دوم یہ کہ اپنے گھر میں بیٹھے رہو بے ضرورت کسی سے نہ ملو، سوم یہ کہ اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں پر اشکِ ندامت بہاتے رہو

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ جب آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضاء زبان کی منت وسماجت کرتے ہیں۔ اس سے کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں خدا سے ڈرتے رہنا کیونکہ ہم سب تیری بدولت (اچھے یا بُرے) ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم بھی ٹیڑھے (چلنے پر مجبور) ہو جائیں گے۔

تشریح: انسان کے تمام اعضاء اس کے دل کے تابع ہیں۔ اور اسی کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے۔ "سن رکھ کہ جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ صحیح ہو تو تمام جسم صحیح رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ سن لو کہ وہ دل ہے۔"

لیکن زبان دل کی ترجمان ہے، اور زبان کی اچھائی اور برائی سے پورا بدن متاثر ہوتا ہے اس لئے ہر صبح کو تمام اعضاء اس سے تقویٰ و خشیت کی درخواست کرتے ہیں۔

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ کون ہے جو مجھے (دو چیزوں) کی ضمانت دے دے (ایک) اس چیز کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ کی) اور دوسرے اس چیز کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان کی) اور ضمانت دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کو خلاف حکم خداوندی استعمال نہیں کرے گا۔ میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

تشریح: ان دونوں چیزوں کی ضمانت وہی شخص دے سکتا ہے جو اعلیٰ درجے کا متقی و پرہیزگار ہو اور جو اپنی زبان سے صادر ہونے والے ایک ایک لفظ کی نگہداشت کرے۔ کہ غفلت میں بھی کوئی لفظ خلاف رضائے الٰہی اس کی زبان سے صادر نہ ہو ظاہر ہے کہ جو شخص زبان کے بارے میں احکام الٰہیہ کی نگہداشت اس حد تک کرے گا وہ اپنی دیگر حرکات و سکنات میں احکام خداوندی کی نگہداشت اس سے بڑھ کر کرے گا اس لئے اس کو جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۲۸

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی: -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

نقطۂ نظر

سعودی عرب میں

چوروں، زانیوں، قاتلوں کو عبرتناک سزائیں

پاکستان میں یہ دن کب طلوع ہوگا؟

سعودی عرب سے خبر ہے کہ ربیع الثانی کے دوسرے جمعہ مختلف شہروں میں دو قاتلوں کے سر قلم کر دئے گئے، ایک بدکار کو سنگسار کیا گیا جو یمنی تھا اور دو چوروں کے دائیں ہاتھ کاٹ دئے گئے جن میں سے ایک چور پاکستانی تھا۔ اس موقعہ پر سعودی وزارت داخلہ نے عزم مصمم کا اظہار کیا کہ ارضِ وطن پر قیام امن اور مجرموں کو ان کے جرائم قبیحہ کی مکمل سزا دینے کے لئے احکام شرعیہ کو بالقوۃ بھرپور انداز میں نافذ کرتی رہے گی۔

حکومت سعودیہ کا یہ اعلان تمام مسلم حکومتوں کے لئے لائق تقلید اور ہر لحاظ سے مستحق تبریک ہے کہ وہ دنیا میں صیہونی و نصرانی، قادیانی اور مجوسی لابیوں کے مخالفانہ اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کے علی الرغم ارض مقدس میں جرائم کی بیخ کنی اور اشرار و مفسدین کے قلع قمع کے لئے اسلام کے ناقابلِ تغیر و تبدل اٹل قوانین نافذ کرتی ہے یہ اس عملِ خیر کی برکات ہیں کہ مختلف ممالک و مذاہب اور الوان و قبائل کے اجنبی انسانوں کے جمع ہوتے ہوئے بھی سعودی عرب میں جرائم کی رفتار سب ملکوں سے کم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ارضِ مقدس کے بعد ہمارے وطن پاک میں بھی اسلامی احکام کے اجراء کے

ناشر مولانا عبید اللہ انور • مقام اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور • مطبع شرکت پرنٹنگ پریس

فیوض و برکات ہویدا ہوں اور پاکستان میں نعروں، دعووں اور وعدوں کے بجائے عملاً قرآن و سنّت کے قوانین نافذ کئے جائیں۔

"اسلام" دین امن و سلام ہے وہ عصمت و آبرو، جان اور حلال مال کو تحفّظ فراہم کرتا ہے یہی تو وہ دین ہے جس نے خوف و دہشت سے لرزاں نسلِ آدم کو سکون بخشا۔ عہد طفولیت میں قبروں میں زندہ مدفون صنفِ نازک کو حیاتِ نو عطا کی تھی اور مظلوموں، جبر کی چکی میں کراہتے سسکتے غلاموں کو فرشِ خاک سے اٹھا کر فلک الافلاک پہ پہنچا دیا۔

یہ درست ہے کہ اسلام سے پہلے انسانی وجود کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ زبردست اور طاقتور لوگ دولت و اقتدار کے بل بوتے پر اپنے تئیں ما فوق البشریت سمجھتے، زیردستوں اور کمزوروں سے اپنے ہر حکم کی تعمیل کی صورت میں اپنی عبادت اور بندگی کرواتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلواریں تڑپ کر نیاموں سے باہر آ جایا کرتیں اور خون کی ندیاں بہہ جاتی تھیں، عورت کی عصمت اور اس کا وجود بھیڑ بکری کی طرح فروخت ہوتا اور معصوم بچیوں کو عار و فقر کے خوف سے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔

مگر کیا آج دنیا میں ——

اسلامی دنیا میں —— اسلام کے قلعے پاکستان میں سب لوگوں کو اپنی جانوں، عزتوں اور مالوں کا تحفّظ حاصل ہو گیا ہے؟ کیا عہد جاہلیت کے مانند کمزور کی محنت اور عزت آج بھی لُوٹی نہیں جاتی؟ —— دن دہاڑے بچیوں، بچوں، دوشیزاؤں کے اغوا نہیں ہوتے؟ آج عصمتیں تار تار نہیں کر دی جاتیں؟ قبل از اسلام کے قصص و اساطیر سنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دولت و اقتدار کے خمار، بے لگام عہد شباب کی خرمستیوں اور کبر و غرور کی کوکھ سے جنم لینے والے آج کے جرائم کی خوفناکیوں کو دیکھ کر چودہ سو سال قبل کی تاریخ بھی انگشت بدنداں ہے۔ ارتکاب معصیت کے جو وسائل اور "فیشن" آج میسّر ہیں چودہ صدیاں پیشتر کسی انسان نے ان کا خواب بھی نہ دیکھا تھا۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ عصر حاضر میں جرائم کا انسداد اسلامی حدود و قوانین کے بجائے کاغذی ضابطوں اور نمائشی تعزیرات کے ذریعہ ہو سکے تیغ بدست قاتل آمادۂ قتل ہو اور آپ اسے بتائیں کہ اگر تم باز نہ آئے تو اتنے عرصے کے لئے تمہیں جیل جانا پڑے گا جہاں زندگی کی تمام سہولتیں میسّر ہوں گی کھانا پینا، پان، سگریٹ ہر چیز جیل میں ملتی رہے گی، پڑھنے کے لئے ذہنی عیاشی کا لٹریچر اور دیکھنے کے لئے وی، سی، آر کی فراہمی بھی ممکن ہو گی مگر تمہیں جیل ضرور جانا پڑے گا۔ بتائیے یہ سزا معلوم ہونے کے بعد قاتل اپنے ارادۂ قتل سے توبہ کرے گا؟ جرم میں شدّت، سزا میں خفّت! فتح و کامرانی کا پھریرا تو مجرم کے ہاتھ میں لہرائے گا۔ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ تین صورتوں کے سوا اپنی حدود میں کوئی قتل نہ ہونے دے۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

لا یحل دم امرءِ مسلمٍ یشھد اللّٰہ الا باحدٰی ثلاث الثیب الزانی، والنفس بالنفس والتارک لِدِیْنِہٖ وَالمفارق للجماعۃ۔

(جمع الفوائد صـ ۲۷۵ ج ۱)

"اللہ تعالےٰ کی توحید اور حضورؐ کی رسالت کی گواہی اور شہادت دینے والے کسی مسلمان کا خون بہانا سوائے اس کے جائز نہیں کہ وہ تین مجرموں کی فہرست میں سے ہو ۱۔ زانی ۲۔ قاتل ۳۔ مرتد (جو دین اسلام سے بغاوت کرے)

اسلام کے نام لیوا اور برسر اقتدار افراد اور جماعت کی ذمہ داریوں میں یہ امر بھی داخل ہے کہ لوگوں کے مال و جائداد، عزت اور عورتوں کی عصمت و آبرو کی حفاظت کا یقین فراہم کرے۔ جہاں رخنہ پیدا ہو اسے بزورِ طاقت بند کر دے۔

صحیح بخاری شریف میں روایت ہے حضرت عبادہ بن صامت رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضؓ سے فرمایا:۔

بایعونی علیٰ ان لا تشرکوا باللّٰہِ شَیْئًا ولا تسرقوا ولا تزنُوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتانٍ تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف (بخاری صـ ۱۲ ج ۱)

"یعنی تم اس بات پر میری بیعت کرو کہ کسی کو بھی اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے چوری نہیں کرو گے، نہ بدکاری کرو گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے، اپنی طرف سے گھڑ کر افتراء پردازی، تہمت بازی نہیں کرو گے اور نہ ہی معروف (یعنی اعمال صالحہ) میں نافرمانی کرو گے۔"

اور بعینہٖ نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بھی عہد لیتے تھے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی چوری اور زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، بہتان طرازی اور الزام تراشی نہیں کریں گی اور دین کی باتوں میں نافرمانی نہیں کریں گی۔ وہ صحابیات رضؓ اور صحابہ کرام رضؓ جنہوں نے ان امور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یدِ مقدس وحق نما پر بیعت کی تھی وہ تا حیات اس پر قائم رہے وہ محبوب کبریا کے عاشقانِ صداقت شعار تھے اور مانتے تھے کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا ہمیں ہر وقت ہر جگہ دیکھ رہا ہے وہ ہم سے اس عہد و پیمان کا حساب لے گا۔ اس لئے اگر کسی سے کہیں کوئی گناہ اور خلاف ورزی سرزد ہو بھی گئی تو وہ خود آ حاضر ہوا کہ سزا دی جائے مجھ سے فلاں جرم صادر ہو گیا ہے۔ لیکن اسلامی ملکوں اور مسلمان معاشروں میں جرائم خبیثہ کا سیلاب بدتمیزی آج امڈا ہوا ہے۔ اسلامی احکام و قوانین کے سختی سے نفاذ کی ضرورت درحقیقت آج ہے۔ اس لئے کہ آج کے انسانوں نے نہ تو صحابہ رضؓ کی طرح حضورؐ کے دست حق پرست پر بیعت کی ہے اور نہ ہی انہیں یہ دھیان ہے کہ ہر جگہ ہر وقت اللہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں ایک فرقے کا دعوائے باطلہ ہے کہ وہ اللہ کی طرح (نعوذ باللہ) حضورؐ کو اور اولیاء اللہ کو بھی ہر جگہ موجود مانتے ہیں ذالکَ شرکٌ مبین مگر سچی بات یہ ہے کہ لوگ اللہ کو بھی حاضر ناظر نہیں مانتے۔ جانتے ہیں مانتے نہیں۔ اس لئے تمام برائیاں، بے ایمانیاں، اوباشیاں اور بدکرداریاں منہ اٹھائے مسلم معاشروں میں گھستی چلی آ رہی ہیں اور بڑی ڈھٹائی، لاپرواٸی اور شوخی سے ہر جرم و معصیت کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ پاکستان مسلمانوں کا وطن ہے اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے وہ حرام خور اور بدمعاش لوگ جہنّم کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے جنہوں نے آج تک اس مملکت خداداد میں خدا اور اس کے آخری رسولؐ کے احکام کو نافذ نہیں ہونے دیا...... یا نافذ نہیں کیا۔ قوم نے ملک بناتے وقت

۱۹۷۴ء میں پھر ۱۹۸۴ء کی تحریک میں اور اب قومی ریفرنڈم کے ذریعہ اسلام کے حق میں رائے دی ہے۔ قومی غداروں اور دین کے باغیوں کے لیے اب کوئی راہ فرار نہیں ہے۔ اسلام کو مانو، اسلام کو نافذ کرو، یا مرزا طاہر اور سیاسی بیماروں کی طرح ملک سے بھاگ جاؤ۔ اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں عرض کرتے ہیں ہمارے ناخداؤں اور رہبروں کو ہدایت اور توفیق عطا فرما، یا ہمیں ان سے نجات عطا فرما — ہم سعودی حکومت کو قاتلوں کے سر قلم کرنے بدکاروں کو سنگسار کرنے اور چوروں کے ہاتھ کاٹنے پر تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہوئے اس سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ جس طرح اسلام نے یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالا تھا وہ ارض مقدس سے ہر برائی کے سائے کو باہر نکال پھینکنے اور جنت نظیر اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لیے جملہ اسلامی احکام نافذ کر دے تاکہ دنیا کو اسلامی طرز معاشرت، اسلامی نظام حکومت اور اسلامی طریق حیات کے خدو خال اور فیوض و برکات کا اندازہ لگانے میں آسانی ہو سکے۔

وما علینا الا البلاغ

مرزائیوں کے خطوط

کراچی اور لاہور سے مسلسل ہمیں اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ قادیانیوں اور ان کے گرو گھنٹال نے آج تک جو اسلام پر مظالم ڈھائے ہیں ان پر پردہ ڈالنے کے لیے مرزا غلام احمد دجال کی ذریت مسلمانوں کو ان کے گھروں پر ایسے پُر فریب خطوط ارسال کر رہی ہے جن میں اپنی مظلومیت کی نوحہ خوانی کی گئی ہے اور دجل یہ کیا گیا ہے کہ: دیکھو کس قدر ظلم ہے مولوی حضرات ممبروں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو مختلف جگہوں سے کلمہ طیبہ مٹانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ قادیانی گروہ اسلام اور قرآن کا نقاب اوڑھ کر دنیا میں اب کھلم کھلا انگریزی کی ناجائز نبوت کا پرچار تو کر نہیں سکتے۔ لے دے کے یہی رہ گیا ہے چھپ چھپا کر اپنے مسلمان ہونے کا سوانگ رچائیں۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حریت پسند علمائے حق اور شمع ناموس رسالت کے جن پروانوں نے برصغیر سے قادیانی نبوت کے باپ کا جنازہ نکال دیا ان کے ورثاء ابھی زندہ ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ناممکن ہے کہ قادیانیت کے عیار بھیڑیے اسلام کی آبرو نوچ کھائیں۔ کلمہ حضور ختمی مرتبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اور لکھا ہو مرزائیوں کے ناپاک گھروندوں اور گوردواروں میں۔ سرورِ کونین صلعم نے اللہ کے حکم سے مسجد ضرار کو نذر آتش اور پیوند زمین کروا دیا تھا یہاں تو ابھی پاک کلمہ کو ناپاک جگہوں سے صاف کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ امت

(باقی ۲۳ پر)



جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کے حالیہ دورۂ پاکستان کی جستہ جستہ روئداد، جامع مسجد شیرانوالہ میں تقریر، حضرت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور مدفیوضہم کے سپاسنامہ، جناب حکیم آزاد شیرازی کی حقیقت نما نظم نے خدام الدین کے زیر نظر شمارہ کو ایک خوبصورت گلدستہ بنا دیا ہے۔ قارئین کرام اسے جہاں بھی لے جائیں بلکہ ہر بزم و رزم میں ضرور لے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کے پھولوں کی خوشبو کبھی کم نہ ہوگی یہ خصوصی شمارہ پیش کرنے پر ہم مسرور اور بارگاہ رب الصمد میں شکر گزار ہیں اور متوقع ہیں کہ حسب سابق اکابر و احباب دعاؤں سے نوازیں گے — اور خدام الدین کی توسیع اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لیں گے — مگر صفحات کی کمی کے باعث اس مرتبہ خطبہ جمعہ اور مجلس ذکر شامل اشاعت نہ کر سکے۔ جس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔

— انصاری

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا،

تمام عالم کے لئے حضورؐ کی حیات مقدسہ کو بہترین نمونہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ کوئی کتنا ھی اچھا نمونہ بن کر آئے اگر اس نمونہ کے مطابق نہ ھوا تو اس کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔

- اسلام تلوار سے نہیں احسان اور کرم سے پھیلا ہے۔
- کوئی بات کسی کو بزور طاقت نہیں منوائی جا سکتی۔
- جو کام تلوار نہیں کر سکتی احسان کر دکھاتا ہے۔

مولانا سید اسعد مدنی

دنیائے اسلام کے عظیم دینی رہنما جانشینِ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید اسعد مدنی کی جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں اتباعِ سیرتِ طیبہ کی ضرورت و اہمیت کے موضوع پر روح پرور اور ایمان افروز تقریر اور دورۂ پاکستان کی رپورٹ

مرتب: عبدالرشید انصاری

بنگلہ دیش، ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں کا دینی رشتہ تاریخی پس منظر میں باہم ملا ہوا ہے۔ واقعاتی اعتبار سے سرزمین سندھ پورے برصغیر کے لئے باب الاسلام ہے اور سلطان محمود غزنویؒ ہوں یا سلطان الاولیاء حضرت سید علی ہجویریؒ ان کی قدم بوسی کا شرف اولین اس خطہ میں سرزمین پاکستان کو حاصل ہوا ہے بعدہٗ پورے برصغیر کے لئے دہلی اور لاہور انتظامی مرکز رہے اور پھر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اور امام شاہ ولی اللہ قلعہ گوالیار کی جیل میں ہوں یا دہلی کے سوختہ جگر پایۂ سلطنت میں ان کی احیائے ملت اور تجدید دین کی مساعی جمیلہ رنگون سے لے کر کابل تک بسنے والے اسلامیانِ وطن کو ولولۂ تازہ عطا کرتی رہی ہیں۔ یہ ہمارا حسین تاریخی ورثہ ہے کہ ۱۸۳۱ء کی تحریک جہاد کے قافلے جو حضرت سید احمد شہید بریلوی اور امام شاہ ولی اللہ دہلوی کے پوتے عالم ربانی حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے ترتیب دئے تھے وہ ملت کی عظمتِ رفتہ کی بازیابی کے جذبہ سے سرشار ہو کر روانہ ہوئے تو راجستھان، سندھ، بلوچستان اور قندھار و کابل سے ہوتے ہوتے شمال مغربی سرحدی صوبے میں آ کر سکھا شاہی راج کے ظلم و استبداد کے لئے چیلنج بنے اور بالاکوٹ کی وادیوں میں جام شہادت نوش کر کے پاکستان کے موجودہ نقشے کا خاکہ مرتب کر گئے۔ بقول

آزاد شیرازی ؎

سیّد احمدؒ جو تھا اپنے وقت کا سچّا امام
اور اسمٰعیلؒ تھا بے شک محمدؐ کا غلام
وہ سپہ سالار تھے اس لشکرِ اسلام کے
بتکدے جس نے گرائے شرک اور اوہام کے
سرزمینِ ہند میں اسلام کی تلوار تھے
قصرِ پاکستان کے وہ اوّلیں معمار تھے

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے لاہور میں حضرت سید علی ہجویریؒ کے مرکزِ پُرانوار سے کسبِ فیض کیا شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کو قدرت نے دہلی کے کنوؤں سے نکال کر لاہور میں مسندِ رشد و ہدایت کا تاجدار بنایا "العلماء ورثۃ الانبیاء" کہاں چاہ کنعان اور کہاں تختِ مصر —— اللہ اکبر —— گوجرانوالہ (پنجاب) کے پرائمری اسکول کا بوٹا سنگھ امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی کے نام سے مشہور ہوا اور ڈھڈیاں ضلع سرگودھا کے عارف حق حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ کی تعریف سے پہچانے گئے۔ غرضیکہ یہ خطۂ ارضی اسلامی اعتبار سے صدیوں سے باہم مربوط ہے اور علماء و صلحاء، صوفیاء اور اولیاء سے یہاں کے مسلمانوں کی عقیدتیں اور نیازمندیاں بھی دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرح جغرافیائی حدبندیوں سے آزاد رہی ہیں۔ برصغیر کی سب سے بڑی اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے جانشین اور فرزند ربیع الاول میں پاکستان تشریف لائے۔ اسلام آباد میں منعقدہ سیرت کانفرنس میں شرکت کے علاوہ انہوں نے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کی اور پاکستان کے مختلف شہروں میں بیسیوں تبلیغی اجتماعات میں تشریف لے گئے۔ دینی مدارس کا معائنہ کیا علماء کرام اور دینی زعماء سے ملاقاتیں کیں۔

—— کراچی میں خطاب ——

کراچی میں ۱۲ ربیع الاول کو مولانا اسفندیار خان، حضرت مولانا مفتی احمدالرحمان، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن، مولانا سلیم اللہ خان اور دیگر علماء کی طرف سے ترتیب دی گئی دعوت استقبالیہ میں جانشینِ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید اسعد مدنی نے دینی اداروں اور علماء دین سے اپیل کی کہ مذہب دشمن لادین عناصر کی فتنہ سامانیوں کے انسداد کے لئے دور دراز دیہاتوں اور پسماندہ علاقوں کے مسلمانوں کی تعلیم اور دینی رہنمائی کو فوقیت دیں اور ان سے قریبی رابطہ رکھیں۔ جھنگ اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بھی حضرت مولانا اسعد مدنی نے خطاب کیا دارالعلوم کبیروالا سے مولانا مقبول احمد ساہیوالی کی اطلاع کے مطابق دارالعلوم میں مولانا سید اسعد مدنی کے استقبال کے لئے زبردست تیاریاں کی گئی تھیں۔ مگر مہمان مکرم نے مشتاقانِ دید کو استقبال کا موقعہ ہی نہ دیا اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے دورے کے بعد طے شدہ پروگرام سے دو اڑھائی گھنٹے پہلے ہی دارالعلوم کبیروالا میں تشریف لے آئے اور طلباء دارالعلوم کے ساتھ شریک طعام ہوئے۔ نماز ظہر کے بعد آپ نے خلوص و تقویٰ اور اتحادِ ملّی کے موضوع پر اثر انگیز خطاب فرمایا۔

قبل ازیں دارالعلوم کے استاذ مولانا محمد نواز نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں مولانا اسعد مدنی سے درخواست کی کہ آپ جمعیۃ علماء اسلام کے منقسم گروہوں کو متحد کرنے کی سعی فرمائیں دارالعلوم کبیروالا میں منعقدہ عظیم الشان استقبالیہ تقریب کی صدارت مہتمم دارالعلوم

شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمد صاحب نے فرمائی۔ جمعیۃ علماء ہند کے صدر حضرت مولانا سید اسعد مدنی کا دورۂ پاکستان یکم دسمبر سے تیرہ دسمبر تک جاری رہا۔ انہوں نے اپنے استاد اور دارالعلوم دیوبند کے سابق مدرس شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب آف اکوڑہ خٹک اور تلمیذ حضرت شیخ الہند و رفیق حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عزیرگل سے بھی سخاکوٹ میں ملاقات کی۔ آپ مہتمم جامعہ مدنیہ حضرت مولانا غلام مصطفےٰ کی دعوت پر بہاولپور میں اور مدیر جامعہ رشدیہ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی کی دعوت پر ساہیوال میں بھی رونق آراء ہوئے اور

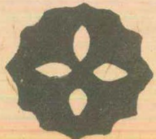
مولانا اسعد مدنی نے کبیروالا میں لوگوں کو استقبال کا بھی موقع نہ دیا

وقت سے پہلے تشریف لائے اور دارالعلوم کے طلباء کے ساتھ شریک طعام رہے

عقیدت مندوں کو فضل و رشد کی برکات سے فیضیاب فرمایا۔ کبیروالا کے بعد عبدالحکیم اور شورکوٹ میں مولانا ظفر احمد صاحب کی دعوت پر جامعہ عثمانیہ میں مختصر قیام و خطاب فرمایا بعدہٗ اسی روز آپ ملتان تشریف لائے بعد نماز عشاء جامعہ قاسم العلوم میں عظیم الشان جلسہ سیرت النبیؐ میں تقریر فرمائی بوقت فجر جامعہ خیرالمدارس میں تشریف لے گئے۔ جانشین امام الہدیٰ حضرت صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری اور صاحبزادہ میاں محمد اکمل سلمہما اللہ تعالےٰ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہی دنوں صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری ایک وفد لے کر سندھ اور کراچی جانے والے تھے مگر انہوں نے اپنے اس اہم ترین دورے کا پروگرام حضرت مولانا اسعد مدنی کی پاکستان تشریف آوری کی بدولت منسوخ کر دیا۔

—— مولانا اسعد مدنی کی شخصیت ——

مولانا سید اسعد مدنی شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے فرزند ارجمند اور جانشین، جمعیۃ علماء ہند کے صدر اور بھارتی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں وہ ظلمت کدہ ہند میں بزرگان اولیاء کرام کی پاکیزہ روایات اور حضرت امام شاہ ولی اللہ کی فکری تحریک کے وارث ہیں۔ ہندوستان کے ستم رسیدہ مسلمان اقلیت کے لئے عزم و حوصلہ اور جہد و عمل کا نمونہ، زیرک سیاستدان، متبحّر عالم دین اور رشد و ہدایات کا وہ آفتاب ہیں کہ جس کی ضیا پاشیاں اس وقت نصف النہار پر ہیں۔ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تربیت یافتہ علماء کی تعداد ہزاروں سے اور عقیدتمندوں کی تعداد کروڑوں سے متجاوز ہے جن کے لئے مولانا اسعد مدنی عقیدتوں کا مرجع ہیں۔ مگر اسی طرح پورے عالم اسلام میں بھی آپ کو نہایت عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے۔



مولانا مدنی کا بغداد میں اعزاز

اپریل ۱۹۸۳ء میں مدینۃ الاولیاء بغداد میں منعقدہ بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے اس اجلاس کی صدارت مولانا اسعد مدنی نے فرمائی جس میں عراق کے صدر السید صدام حسین تشریف لاتے اور انہوں نے مولانا مدنی کے اصرار پر ساڑھے چار سو کے قریب دنیا کے منتخب علماء کے اجتماع سے خطاب کیا۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے گدی نشین جو ایک مرنجاں مرنج سفید ریش بزرگ ہیں بھی سفر عراق میں مولانا مدنی کے ساتھ تھے مولانا سے ان کی نیازمندیاں اور عقیدتیں قابلِ رشک تھیں۔ سبز دستار اور کھدر گیرو رنگ کا لباس زیبِ تن رکھتے۔ نجف میں حضرت علیؓ کے مزار پُر انوار پر علماء کا کارواں پہنچا تو ایک دوست نے خبر دی کہ مولانا نورانی صاحب نے ان بزرگوں سے سوال کیا کہ اسعد مدنی صاحب یہاں کیوں آئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا "آپ کو نہیں معلوم وہ تو اولیاء ہند کے اس عہد میں نمائندہ اور قطب الاقطاب کے فرزند ہیں، مزارات اولیاء پر فاتحہ و مراقبہ ان کا مسلک ہے۔ نورانی صاحب اس سے زیادہ سننے کی تاب نہ لا سکے اور رُخ پھیر کے چل دیئے۔

پیر صاحب عبدالحمید آف دیول شریف نے ایک موقعہ پر کانفرنس ہال کے کیفے ٹیریا میں مولانا اسعد مدنی کے ساتھ بیٹھ کر ایک میز پر چائے پی اور بڑی عقیدت کا اظہار فرمایا۔ بہت سے دینی اور ذاتی معاملات پہ بھی گفتگو کرتے رہے مولانا مدنی سے ان کا ایڈریس مانگا کہ وہ جب بھی کبھی ہندوستان آئیں گے تو ان کے ہاں ضرور آئیں گے۔ ملاقات کے بعد انہوں نے یہ الفاظ فرمائے کہ "ان کے والدگرامی کو تو میں نے نہیں دیکھا، سنا ہے بہت بڑے بزرگ تھے لیکن مولانا اسعد مدنی کو دیکھ کر مجھے اپنے حضرت یاد آ گئے۔ مرحوم آغا شورشؔ کاشمیری نے مولانا حسین احمد مدنی کے بارے میں ایک مرتبہ کہا تھا کہ برصغیر کے ہر شہر اور دور افتادہ علاقوں میں بھی تمہیں ان کا کوئی نہ کوئی موافق یا مخالف ضرور مل جائے گا۔ یہ شہرۂ عام اور رفعت و بلندی ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔

جانشینِ شیخ الاسلام اور جانشینِ شیخ التفسیر

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ ہر دو حضرات عظمتوں اور اقالیم زہد و ورع کے تاجور تھے۔ دونوں حضرات شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی کے شاگرد اور ان کی انگریز دشمنی جدوجہد، تحریک ریشمی رومال کے روح رواں تھے۔ یہ مالک الملک کی عطاء و بخشش ہے کہ فضائل و مرتبت اور عزم و عمل کی ایسی ہی یگانگت اور قریبی تعلق ہر دو اکابر حق کی اولاد اور جانشینوں میں بھی پایا جاتا ہے — مولانا اسعد مدنی (جانشین شیخ الاسلام) اور مولانا عبیداللہ انور (جانشینِ شیخ التفسیر) دونوں دارالعلوم دیوبند میں ہم سبق رہے۔ بچپن ہی سے قدرت نے قران السعدین کر دیا تھا۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور نے چوتھی جماعت کے امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی و حضرت شیخ التفسیرؒ نے وعدہ کے مطابق ان کی فرمائش پوری کرنے کے لئے انہیں علی گڑھ یونیورسٹی، دہلی کی جامع مسجد، لال قلعہ اور دارالعلوم دیوبند کی سیر کرانے کو اپنے ایک خادم و مرید جناب عبدالرحمٰن کے ہمراہ بھیجا۔ یہ بچپن کا واقعہ ہے لیکن بچپنے

کسی عام بچے کا نہیں ایک مرد حق آگاہ کے نورنظر کا ہے۔ پھر کیا ہوا۔ مولانا عبیداللہ انور ایک مضمون میں خود تحریر فرماتے ہیں :—

"اس زمانہ میں برادر معظم مولانا حبیب اللہ صاحب (مہاجر مکّی مرحوم) دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے۔ واپسی پر دیوبند آنا ہوا تو یہاں کے تعلیمی ماحول، مختلف ممالک کے طلباء کی کثرت اور حضرت مدنیؒ کی شفقت نے دل پر کچھ ایسا اثر کیا کہ وہیں کا ہو رہا۔ حضرت مدنیؒ کے پرسنل سیکرٹری اور دارالعلوم کے مدرس قاری اصغر علی صاحب میرے اتالیق مقرر ہوتے اور وہی صاحبزادہ اسعد مدنی مدظلہٗ العالی کے اتالیق بھی تھے۔"

یہ تعلق یہ محبت، سبحان اللہ! مولانا اسعد مدنی پاکستان تشریف لائے تو حسب سابق حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی نے مکتب و مسلک اور مقاصد و فکر کی یگانگت اور پاکیزہ یادوں کی مہک تازہ کرنے کے لئے انہیں اپنے ہاں بھی مدعو کیا۔ اخباری اعلانات، دیواری اشتہارات اور مختلف ذرائع ابلاغ سے ۱۰ دسمبر مطابق ۱۴ ربیع الاوّل کو مولانا سید اسعد مدنی کے درس قرآن کی اطلاع پہ لاہور کے علاوہ شیخوپورہ، گوجرانوالہ، قصور اور فیصل آباد تک کے ارادت کیشوں کا بہت بڑا اجتماع جامع مسجد شیرانوالہ میں اکٹھا ہو چکا تھا۔ جانشینِ شیخ التفسیر، جانشینِ شیخ الاسلام کی تشریف آوری پر کس قدر مسرور تھے اس کا اندازہ اس سپاسنامہ کے مطالعہ سے کیا جا سکتا ہے جو آپ نے اس موقعہ پر مہمان عالی مرتبت کے لئے پڑھا۔

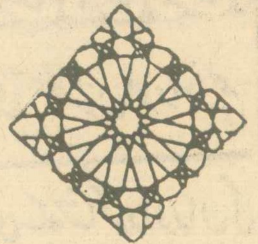
> شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ عظمتوں اور اقالیمِ زہد و ورع کے تاجور تھے دونوں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کے شاگرد اور ان کی انگریز دشمن جدوجہد "تحریک ریشمی رومال" کے روح رواں رہے یہ مالک الملک کی عطاء و بخشش ہے کہ فضائل و مرتبت، عزم و عمل کی ایسی ہی یگانگت اور قریبی تعلق ہر دو اکابر کی اولاد اور جانشینوں میں بھی پایا جاتا ہے ———

بجغرافیائی حد بندیوں کے باوجود جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کا جذبۂ ایمانی آج بھی ناقابل شکست وحدت ہے

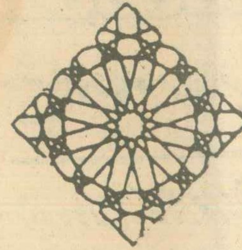
ہمارے اکابر آج نہیں ہیں لیکن ان کا مشن اور ورثہ زندہ ہے۔ صحیح وارث موجود ہیں

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کا

سپاسنامہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



بگرامی خدمت حضرت السید مولانا اسعد مدنی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہم صدر جمعیۃ علماء ہند
و دیگر مہمانانِ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ہم بارگاہِ ایزدی میں سراپا تشکّر و امتنان ہیں کہ آنجناب کی ذات ستودہ صفات کو ایک بار پھر اپنے درمیان موجود پا کر آپ کی برکات و فیوض سے استفادہ کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

لچک ہے شاخوں میں جنبش ہوا سے پھولوں میں بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں

مہمان ذی وقار! آپ کی بے پناہ مصروفیات بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی قیادت و رہنمائی کا بارِ گراں جو آپ کے کندھوں پر ہے اس کا ہمیں احساس ہے لیکن اس کے باوجود جناب والا وقتاً فوقتاً پاکستان تشریف لا کر حضرت شیخ العرب والعجم السیّد مولانا حسین احمد مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ کے تلامذہ اور عقیدت مندوں اور اپنے نیازمندوں کے قلب و روح کی شادکامی کا جو اہتمام فرماتے ہیں اس کے لئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔

جناب والا! حضرت اقدس مولانا السید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ اور دارالعلوم دیو بند کے دیگر اکابر و اساطین نے برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش کی آزادی اس خطہ میں دینی علوم روایات اور اقدار و افکار کے تحفّظ اور سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے علمی، تہذیبی، فکری

تحریکی ورثہ کی حفاظت کے لئے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہیں اور آج اس خطہ زمین میں آزادی کا سانس لینے والے ہر باشعور انسان کا سر ان اکابر کے کارناموں اور جد جہد کے اعتراف میں تشکر و امتنان کے ساتھ جھک جاتا ہے اور آج تقسیم وطن کے بعد بھارت میں رہ جانے والے کروڑوں مسلمانوں کو درپیش مشکلات و مسائل کے حل کے لئے آں محترم اور آپ کے رفقاء اپنے عظیم اسلاف کی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے جس جانفشانی اور ایثار کے ساتھ مصروف عمل ہیں وہ بھی برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ میں ایک نئے اور تابندہ باب کا حسین عنوان ہے۔

عالی مرتبت! پاکستان بنگلہ دیش اور مسلمانوں نے ایک اکائی اور وحدت کے طور پر جنوبی ایشیا میں اسلام کے فروغ، اسلامی اقدار و روایات کے استحکام اور ملت اسلامیہ کی ترقی و عروج کے لئے صدیوں محنت کی ہے۔ اور آج اسی مسلسل اور جانگسل جد جہد کا نتیجہ ہے کہ جغرافیائی رکاوٹیں حائل ہو جانے کے باوجود جنوبی ایشیا کے غیور و جسور اور باحمیّت مسلمانوں کا جذبۂ ایمانی آج بھی نہ صرف ایک ناقابل شکست چیلنج کی حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے۔

والا درجت! ہمارے اکابر کو مغربی استعمار کے درآمد کردہ نظامِ حیات' تہذیب و ثقافت اور افکار و اقدار کی یلغار کا سامنا تھا اور وہ اس طوفانی یلغار کا سامنا کرتے ہوئے دینی محبت اور اسلامی اقدار و روایات کے تحفظ کی جد جہد میں بحمد اللہ تعالےٰ کامیاب و کامران دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ لیکن آج ہمیں اس صورت حال کا سامنا ہے کہ دینی و تہذیبی ورثہ کی بالا دستی اور مغربی استعمار کے اثرات بد سے گلو خلاصی کے کام کے ساتھ ساتھ ایک نیا کفر تمامتر فتنہ سامانیوں کے ساتھ سرخ طوفان کی صورت میں ہمارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے اور جغرافیائی مشکلات و مسائل پیدا کرنے کے علاوہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں بلکہ دیگر مذہبی قوتوں کے لئے ایک فکری اور نظریاتی چیلنج کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

والا مرتبت! ہمیں یقین ہے کہ ماضی کی طرح آج بھی برصغیر اور جنوبی ایشیا کے مسلمان جغرافیائی رکاوٹوں کے باوجود ایک اکائی اور وحدت کے طور پر اس نئے نظریاتی چیلنج کا سامنا کریں گے اور جہد و عمل اور ایثار و قربانی کی حسین روایات کو زندہ رکھتے ہوئے مغربی استعمار کی طرح سرخ سامراج کی یلغار سے بھی اپنے دینی ورثہ اور تہذیبی اقدار و روایات کو بچا لینے میں کامیاب ہوں گے اور ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کا یہی جذبۂ و حمیّت سرخ و سفید سامراج کی شکست کے بعد ان کے کھنڈرات پر اسلام کی بالا دستی کی عمارت کو استوار کرنے کا

ذریعہ بنے گا۔

مہمان ذی وقار! یہ درست ہے کہ آج ہم میں وہ عظیم اکابر و اسلاف موجود نہیں ہیں لیکن ان کا مشن، روایات اور جذبہ زندہ ہے اور اکابر کی روایات اور ورثہ کے آپ جیسے باحوصلہ اور مجاہد وارث موجود ہیں اور فکری و عملی راہ نمائی کی صلاحیت سے بہرہ ور ہیں اس لئے ہم خداوند تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ اے مالک الملک! ہمیں اپنے اسلاف کے مشن اور روایات کو زندہ رکھنے اور کفر و الحاد کی طوفانی یلغاروں کے سامنے ایمان کی شمع کو روشن رکھنے کی توفیق عطا فرما اور آپ جیسے بزرگوں اور مجاہدوں کی جد و جہد اور اوقات و اعمال میں برکت دے تاکہ ہم کفر و الحاد کی ہر یلغار کا حوصلہ و جرأت کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔ آمین یا الہ العالمین!

ہم ایک بار پھر آپ کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کرتے ہوئے متمنی ہیں کہ ہمیں گرانقدر ارشادات و فرمودات سے سرفراز فرمایا جائے۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ

احقر عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین، شیرانوالہ گیٹ لاہور

حضرت مولانا سید اسعد مدنی کا خطاب

خطبہ مسنونہ کے بعد۔

صدر محترم! بزرگو اور بھائیو! مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں نے سیرت مقدسہ کے موضوع پر کچھ عرض کرنا ہے لیکن حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے یہ اچانک خطبہ نثریہ پڑھ دیا ہے اب آپ بتائیے کہ میں کیا کروں۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردئ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

بہرحال! چونکہ وقت تنگ ہے اور غیرارادی طور پر ہمیں یہاں حاضر ہونے میں بھی کچھ تاخیر ہو گئی۔ پھر پروگرام چلتا رہا، پھر حضرت مولانا کا خطبہ ہو گیا، اور وقت میں مزید تنگی پیدا ہو گئی اس واسطے کوئی بہت لمبی چوڑی بات کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔

اظہار تشکر

خلاصہ یہ ہے کہ آپ حضرات کے تعلق حسن ظن، محبت و مہربانی، کرم فرمائی اور ذرہ نوازی کا شکرگزار ہوں اور حقیقت میں شکریے کے الفاظ میرے پاس نہیں ہیں۔

وقت کی بڑی ضرورت — اتحاد

لیکن سب سے بڑا جو کرم ہونا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جو حضرات دیندار ہیں اور دین کا خدمت کی ذمہ داری کا جذبہ اور عزم رکھتے ہیں ہم سب کے دلوں کی پکار یہ ہے کہ ان حضرات میں مکمل تعاون ہونا چاہیئے۔ اتحاد ہونا چاہیئے۔ اور

جبکہ آپ کے اور ہمارے سب کے سامنے طرح طرح کے خطرات دنیا میں ہر جگہ اور آپ کو خود اپنے علاقے میں بھی محسوس ہوتے ہیں تو پھر دشمن طاقتوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے اور ان کے مقابلے میں صحیح بات کو پیش کرنے اور آگے بڑھانے کے لیے مناسب انداز اور مضبوط و متحد قدم اٹھانا چاہیئے۔ اگر یہ چیزیں کسی وجہ سے ہم میں نہ پائی جائیں تو اس کے دو ہی معنیٰ ہوں گے کہ یا تو آپ (جو بھی ہیں، کسی خاص سمت نہیں، سب علماء) وہ اس خطرے کو محسوس نہیں کرتے یا دوسرے معنیٰ یہ ہیں کہ محسوس تو کرتے ہیں، جانتے بھی ہیں، لیکن اس کے لیے کچھ عمل کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے۔ ایسی شکل میں اچھے نتائج نکلنے کی توقع نہیں کی جاسکتی ضرورت اس بات کی ہے کہ صورت حال کی نزاکت کو صحیح طور پر محسوس کیا جائے اور دیندار حضرات کو اوروں سے بھی تعاون کرنا چاہیئے لیکن پہلے خود آپس میں مضبوط اتحاد اور تعاون ہونا چاہیئے پرخطر مواقع پر کسی بھی عنوان سے دیندار حضرات کا متفرق ہونا کسی طرح مناسب نہیں کہلا سکتا اس لیے یہ بات ضروری اور مناسب ہے کہ آپس کا تعاون اور اتحاد بڑھے اور سب لوگ اس کے لیے تیار ہوں تاکہ حالات صحیح طور پر سمجھا جائے اور مسائل سے صحیح نمٹا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ سارے عالم میں اور اس ملک میں اسلام کی دین کی دین والوں اور حق کی نصرت فرمائے اور کامیاب کرے۔

عظمت مصطفیٰ ﷺ

میرے محترم بزرگو! اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لیے آقائے نامدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور کمالات سے بھرپور زندگی آپ ﷺ کو عطا فرمائی اللہ تعالیٰ نے آپ کی مقدس و مبارک زندگی کو دنیا کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ آپ ﷺ کی پیروی آپ کے اتباع کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ

آپ حضرات کے
تعلق، حسن ظن، محبت و مہربانی
کرم فرمائی اور ذرہ نوازی کا
شکرگزار ہوں اور حقیقت یہ ہے
کہ شکریے کے الفاظ
میرے پاس
نہیں ہیں
مولانا اسعد مدنی

پُرخطر مواقع پر دیندار حضرات کا متفرق ہونا کسی طرح بھی مناسب نہیں!

الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ اے لوگو! تمہارے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقدس زندگی میں اسوۂ حسنہ ہے بہترین نمونہ ہے۔ نمونہ اسی چیز کا دکھایا جاتا

ہے جیسی چیز مطلوب ہو منشا یہی ہوتا ہے کہ ایسی چیز ہم کو چاہیئے۔ آپ کسی بلڈنگ کا نمونہ دکھلائیں کسی کپڑے کا نمونہ دکھلائیں برتن کا نمونہ دکھلائیں کسی چیز کا بھی نمونہ کسی کو دکھلائیں تو منشا یہی ہو گا کہ ہمیں ایسی چیز کی ضرورت ہے۔

ایک مثال

اگر آپ کسی کو کپڑا سینے کے لیے دیں اور نمونہ دکھلا دیں۔ کپڑا بہت قیمتی ہو اور سلائی کرنے والا آپ کا نمونہ دیکھنے کے باوجود اس کپڑے کو آپ کے نمونے کے خلاف دوسرے کسی نمونہ کے مطابق بنا لائے اور جب تقریر شروع کرے آپ کا کپڑا بہت اچھا تھا بہترین تھا عمدہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ اگر آپ کے دکھائے ہوئے نمونے کے مطابق سلتا تو یہ خرابی، یہ خرابی، یہ خرابی اور کپڑا برباد ہو جاتا اس لیے میں نے اس نمونے سے بہت اعلیٰ درجے کا نمونہ دیکھ کر آپ کا کپڑا سیا ہے اس میں یہ بھی خوبی ہے یہ بھی خوبی ہے اور یہ خوبی ہے دسیوں خوبیاں گنا ڈالے تو کیا آپ اس کی تقریر سے مطمئن ہو جائیں؟ کہ بھئی واہ وا کمال کر دیا سبحان اللہ بہت اچھا سیا ہے اور یہ انعام لیجئے، کیا آپ اس سے یہ کہیں گے؟ بلکہ آپ اس کی تقریر کے جواب میں کہیں گے کہ صاحب میں نے آپ سے بہت اعلیٰ درجے کا سینے کے لیے نہیں کہا تھا جو آپ تعریفیں فرما رہے ہیں میں نے تو نمونہ دے دیا تھا کہ اس نمونے کا سی لاؤ آپ کو کیا حق پہنچتا تھا میرے نمونے کے خلاف سینے کا آپ کون ہوتے ہیں ایسا کرنے والے، ضائع ہوتا یا بنتا، بگڑتا آپ کو کوئی حق نہ تھا، آپ کو تو میرے نمونے کے مطابق سلائی کر کے لانا چاہیئے تھا اب یہ جو آپ دوسرا سی کر لائے ہیں یہ میرا کپڑا ضائع ہو گیا مجھے کپڑا لا دیجئے اور سلے ہوئے کو لے جائیے اور آپ اگر کسی کورٹ، عدالت میں جائیں تو ڈگری سینے والے کے خلاف آپ کو ملے گی کہ نہیں؟ یقیناً فیصلہ آپ کے حق میں ہو گا، کیونکہ آپ نے نمونہ دکھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سارے عالم میں سب سے بہتر نمونہ قرار دے کر آقائے نامدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقدس زندگی کو شخصیت کو اعلان کر دیا یہ کہہ دیا، کہ تمہارے لیے سب سے بہترین نمونہ، اسوۂ حسنہ حضورؐ

دینی خدمت کی ذمہ داری کا جذبہ رکھنے والے

سب حضرات میں مکمل تعاون ہونا چاہیئے !!

کی زندگی ہے جب آپؐ کی زندگی کو اللہ تعالےٰ نے تمام عالم میں سب سے بہتر نمونہ قرار دے دیا تو اب اگر کوئی حضورؐ کے نمونے اور اسوہ کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرے اور زبان چلائے کہ یہ یوں خوب ہے، یوں بہتر ہے فلاں ہے اور فلاں ہے تو اللہ کے ہاں کوئی اور نمونہ مقبول نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ آپ سے یہ نہیں کہا گیا آپ اچھی سے اچھی، پسندیدہ سے پسندیدہ اور فلاں فلاں اقسام کی چیزیں جہاں دیکھیں اٹھا لائیں بلکہ آپ کے سامنے عام عالم میں مقبول، منظور، بہترین، اللہ کے نزدیک جو نمونہ ہے وہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرما دیا کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں یہی سب سے بہترین ہے تمہارے لیے۔ تم اس کو دیکھ کر اپنی زندگی بناؤ اور تب ہمارا پیار اور محبت حاصل کرو گے اب اگر

کوئی حضورؐ کے نمونہ کے خلاف دنیا کے کسی بھی رہنما ہٹلر، مسولینی، فلاں فلاں کسی بھی دوسرے کے نمونے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالے اور کہے کہ صاحب اس میں تو یہ خوبی ہے یہ بہتری ہے، تو یہ خدا کے ہاں نہیں چلے گا۔

محبوبیت کے لیے شرط

اس لیے حضورؐ کے دنیا میں تشریف لے آنے کے بعد اللہ تعالےٰ کے ہاں کامیابی کا ایک اور صرف ایک رستہ ہے وہ ہے آقائے نامدار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کو اختیار کرنا، اس کو اختیار کرو گے تو اللہ تعالےٰ کا پیار اور محبت حاصل ہو گا اور اگر نہیں

محبّت اللہ سے کرو !!

اللہ سے محبّت ہے تو حضورؐ کا اتّباع

کرو۔ پھر خدا تم سے محبّت کرے گا۔

کرو گے تو جہاں بھی تمہارا مقام ہو، جو بھی نتیجہ نکلے مگر اللہ کے محبوب نہیں بن سکتے۔ اللہ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ کے محبوب کیسے بنتے ہیں؟ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اللہ تعالےٰ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ دنیا کے سامنے اعلان فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تمہارے دل میں اللہ کی محبت ہے تو فَاتَّبِعُوْنِيْ میرے طریقے پر میری باتوں پر میرے رستے پر چلو، میرے نقش قدم پر چلو میری پیروی کرو۔ حضورؐ کے اتباع کو اللہ نے موقوف کیا اپنی محبت پر کہ جو مجھ سے محبت کرو تو حضورؐ کا اتباع کرو یعنی اللہ کی محبت ناقابل انکار حقیقت ہے کوئی صاحب عقل و فہم اس کا منکر نہیں ہو سکتا اور جب اس کا ماننا ضروری ہے تو پھر حضور کا اتباع بھی ضروری ہے۔

محبت کے چار اسباب

اللہ کی محبت ناقابلِ انکار حقیقت کیوں ہے؟ ہر ایک کو اسے ماننا چاہیئے!! اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو چار میں سے کسی نہ کسی سبب کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، دنیا میں محبت کے چار سبب ہیں۔ جمال، کمال، قرب، احسان۔

حسن کی دلآویزیاں

اگر کہیں حسن و جمال پایا جاتا ہے، ظاہری ہو یا باطنی ہو تو اس کی وجہ سے انسانوں، جانوروں کا دل کھنچتا ہے۔ ہر ذی روح کو اس سے تعلق اور انس محسوس ہوتا ہے۔ آپ کہیں جا رہے ہوں پارک میں جنگل میں اور آپ کو خوبصورت ترین کوئی درخت نظر آ جائے، پتے اچھے، شاخیں اچھی، پھول اچھے، تو آپ کھڑے ہو جاتے ہیں کہتے ہیں بھئی بہت عمدہ ہے۔ بہت خوبصورت دیکھو تو رنگ کیسا ہے، پتے کیسے ہیں اور پھر ڈھونڈتے ہیں کہ کہیں سے مل جائے تو اپنے گھر میں اپنے باغ میں لگائیں۔ آپ کو کوئی بہت حسین جمیل بہت خوبصورت پھول نظر آ جائے، اس کی طرف آپ کھنچتے ہوئے بتاتے ہیں بھئی فلاں باغ میں پھول بہت عمدہ ہیں بڑے خوش رنگ ہیں یہ ظاہری ہوا۔ ان کی خوشبو بہت اچھی ہے یہ معنوی اور باطنی حسن ہے۔ فلاں جگہ جو چیز دیکھی تھی بہت خوب تھی

اس کا کیا نام ہے؟ بھائی ڈھونڈو! کہیں سے مل جائے تو بہت اچھا ہے۔ اس کے حسن کی وجہ سے آپ کے اندر اس کے لیے کشش پیدا ہوتی ہے۔ کوئی پتھر خوبصورت، کوئی جانور خوبصورت، پرندہ، چڑیا کوئی ہو تو آپ کو بھلی معلوم ہونے لگتی ہے آپ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگ لاکھوں روپے کے ہیرے خرید لیتے ہیں ان کے رنگ و حسن اور چمک دمک کی وجہ سے کیوں کہ آپ کو پسند آجاتا ہے۔ اسی طرح انسانی حسن میں بھی۔ لوگ فریفتہ ہو جاتے ہیں بادشاہوں نے بادشاہتوں کو قربان کیا ہے انسانی حسن کے عشق اور محبت میں۔

حسینوں کا مالک اور بادشاہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجُمَال او کما قال اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال رکھنے والا ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ یہ فطرت انسانی ہے کہ اگر کہیں ظاہری حسن بھی پایا جائے تو دل کھنچتا ہے محبت پیدا ہوتی ہے اور اگر معنوی اور باطنی حسن و جمال ہو تو اس سے کہیں زیادہ مؤثر اور قوی ہوتا ہے کشش اور رعنائی میں تاثیر پیدا کرتا ہے غرضیکہ جمال و حسن بھی سبب ہے کشش کا، تعلق کا، محبت کا، بڑا مضبوط سبب ہے۔

کمال کی حکمرانیاں

اسی طرح "کمال" کوئی آدمی کسی بھی فن میں کمال رکھے تو لوگوں کا اس کی طرف رجحان ہو جاتا ہے لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ ایک آدمی لکڑی کی چیزیں بنانے میں ماہر ہو تو لوگ اس کی قدر کرتے ہیں خوشامد کرتے ہیں، نخرے برداشت کرتے ہیں، منہ مانگے دام دیتے ہیں، انتظار کرتے ہیں، تعریفیں کرتے ہیں بھئی واہ وا، سبحان اللہ کیا چیز بنا دی آپ نے۔ ایک آدمی لوہے کا سامان بنانے میں ماہر ہے اس کے کمال کی وجہ سے لوگ ہزار مرتبہ اس کی خوشامد کرتے ہیں اس کے گھر پر جاتے ہیں اور چیزیں بنواتے ہیں۔ ایسے ہی کسی میں بھی کوئی کمال ہو تو صاحب کمال کی قدر ہوتی ہے عزت ہوتی ہے۔ لوگ اس سے تعلق اور محبت کرتے ہیں اس کی رعایت کرتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ:

؏ کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

کمال پیدا کرو اپنے اندر تو دنیا میں لوگوں کے نزدیک اور محبوب بن جاؤ گے۔ کمال بھی محبت، تعلق اور قدر کا سبب ہے اور لوگ صاحب کمال سے انس میں محبت میں مجبور ہوتے ہیں۔

* صاحبِ حسن میں کشش ہوتی ہے
* صاحبِ کمال کی قدر کی جاتی ہے
* قریب رہنے والے سے تعلق ہو جاتا ہے
* اپنے محسن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ

سب سے زیادہ حسین،
ہر کمال کا خالق،
سب سے قریب تر اور
سب سے بڑا محسن ہے

قرب کی معجز طرازیاں

اسی طریقہ سے قرب بھی سبب ہے محبت اور تعلق کا۔ کوئی کسی کے ساتھ رہے تو ساتھ رہنے کی وجہ سے غیر اختیاری طور پر تعلق ہو جاتا ہے۔ نفسیات کے ماہرین کہتے ہیں اگر ایک آدمی شمال سے جنوب کو جا رہا ہو اور دوسرا آدمی جنوب سے شمال کو آرہا ہو، جب یہ دونوں ایک دوسرے کے پاس سے گذریں گے تو اثر پڑے گا اگرچہ ایک مشرق کا اور دوسرا مغرب کا رہنے والا ہو۔ اور اس قرب کے وقت میں اضافہ ہو جائے تو تعلق اور اثر میں بھی اضافہ ہوگا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آپ ریل میں سفر کر رہے ہیں ایک اور آدمی بھی مسافر آپ کے قریب بیٹھا سفر کر رہا ہے اتفاق سے تعارف ہو گیا، بات چیت شروع ہو گئی۔

بُری چیز

دوران سفر اخلاقی تعاون چائے پان پیش کرنے کا سلسلہ ہو گیا کوئی چیز سگریٹ کا تو میں نام نہیں لینا چاہتا بُری چیز ہے، صحت کے لیے بھی نتیجے کے اعتبار سے بھی، اسراف بھی ہے اور بدبودار بھی۔ خدا جانے لوگوں پر کیا آفت نازل ہوتی ہے جو ایسی گندی چیز کو منہ لگاتے ہیں۔ بہر حال! کوئی بھی خاطر تواضع ہوئی تو گہرا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جان نہ پہچان کہ کہاں سے کوئی آیا کہاں جا رہا ہے، پر اتنا سا ساتھ رہنے کے باعث خط و کتابت شروع ہو جاتی ہے، آنا جانا شروع ہو جاتا ہے، مہمانداریاں ہونے لگ جاتی ہیں، سفارشات شروع ہو جاتی ہیں کہ صاحب میرا فلاں کام ہے مہربانی کر کے وہ کر دیجئے۔ دوستوں سے تعلقات بڑھ جاتے ہیں۔ کیونکہ کچھ دیر قریب ہو بیٹھے تھے، اکھٹے سفر کیا تھا۔ اس طرح کے دنیا میں روز تماشے ہوتے رہتے ہیں۔ سگے بھائیوں اور رشتہ داروں سے زیادہ غیروں سے تعلق ہو جاتا ہے تھوڑی دیر اور تھوڑے سے وقت کے قرب کی وجہ سے۔ تو قرب بھی سبب بن جاتا ہے محبت اور تعلق کے پیدا ہونے کا۔

کوئی صاحب عقل اللہ کی محبت سے
انکار نہیں کر سکتا
محبت کے چار اسباب ہیں
جمال، کمال، قرب، احسان
یہ چاروں بدرجہ اتم کامل و مکمل اور
ذاتی طور پر ذات باری تعالیٰ میں پائے جاتے ہیں

احسان کی اثر آفرینیاں

چوتھی چیز "احسان" ہے۔ احسان تو ایسی ضرب کاری ہے کہ احسان کے وار سے کوئی شخص بچ کے جا ہی نہیں سکتا۔ انسان تو ایک طرف کوئی جانور، کتے جیسا ناپاک جانور ہو آپ اس پر احسان کیجئے چند لقمے ڈالتے رہئے آپ کی ڈیوڑھی پر سر دے کے مرجائے گا، کہیں نہیں جائے گا۔ تو انسان جو کسی طرح آپ کو نہ مانتا ہو اس سے احسان شروع کر دیجئے پھر دیکھئے کیا بنتا ہے۔ جو کام تلوار نہیں کر سکتی احسان کر دیتا

ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اسلام سے نہیں پھیلا۔ یہ الزام بالکل جھوٹ ہے، دنیا کی کوئی بات کسی کو تلوار سے نہیں منوائی جا سکتی۔ اسلام پھیلا ہے دنیا میں احسان سے، کرم سے، محبت سے، مہربانی سے، لوگ بھوکے تھے، پیاسے تھے، لوگوں کو اپنی زندگی گذارنے کا دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا راستہ نہیں ملتا تھا، اپنے بڑوں کے نیچے دبے ہوئے تھے، اسلام نے آکر ان مظلوموں کو اُبھارا اور زمین کی پستیوں سے نکال کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ ان کے مسائل کو حل کر دیا، ان کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلا دی اور ان کے سینوں پر پہاڑوں کے جو بھاری بھاری پتھر رکھے ہوئے تھے ان کو ہٹا دیا پھر وہ اپنے تمام بڑوں کو چھوڑ کر خدا کے بندوں کے پیچھے پیچھے چل دئے۔ دنیا میں کوئی بات سے نہیں منوائی جا سکتی۔ ہاں! احسان ایسا ہتھیار ہے کہ جس کا کوئی جواب نہیں آپ ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کے اہل ہوں، لوگ آپ کی قدر کریں گے، آپ سے محبت کریں گے، سر پر بٹھائیں گے اور اگر آپ زبردستی کسی کا بادشاہ بننا چاہیں تو سر پر سے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیں گے، کہیں گے کون ہوتے ہو تم ہمارے راجہ بننے والے۔ اس لیے بھائی احسان بہت بڑی چیز ہے۔ اب آپ ذرا سا غور کریں کہ چاروں اسباب محبت میں سے کسی میں اگر کوئی ایک چیز بھی ہو تو اس سے محبت ہو جاتی ہے اور یہ چاروں چیزیں محبت کی بدرجہ اتم، مکمل اور ذاتی طور پر اللہ میں پائی جاتی ہیں۔ اور کسی غیر میں نہیں۔ اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ

اللہ جمال والا ہے اور ایسے جمال والا ہے کہ تمام مخلوقات کو، چاند کو، درختوں کو، جانوروں کو، ستاروں کو، پتھروں کو، چڑیوں کو، پھولوں کو اور انسانوں کو جس کو، جہاں اور جتنا معنوی یا ظاہری حُسن وجمال ملا ہے اسی خالق ومالک

احسان

انسان تو ایک طرف
کتّے جیسا ناپاک جانور ہو
اس پر احسان کیجئے چند لقمے ڈالئے
آپ کی ڈیوڑھی پر سر دے کے مر جائیگا
لیکن جائے گا نہیں،

اے لوگو! تم سب بھکاری ہو، صرف اللہ غنی ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں!

حُسن وجمال اللہ کا دیا ہوا ہے۔ جو سب کو سب کچھ دے اس کے پاس نہ ہو یہ کیسے مان لیا جائے؟

روزے دار کی دو خوشیاں

آقائے نامدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی ہے افطار کے وقت، کہ سارے دن کی گرمی، دُھوپ، کو محنت، مزدوری، کام، پسینہ، تپش، تڑپ، پیاس، جلن سارے بدن میں اور اس بارہ، چودہ، سولہ، سترہ، گھنٹے کے روزے کے بعد شام کو..... ٹھنڈا، ٹھنڈا پانی ملا۔ اور روزے دار نے بسم اللہ کرکے جیسے ہی وہ پانی پیا، تو وہ رگ رگ میں ٹھنڈک بن کے سرایت کرتا چلا جاتا ہے ایک زبان اور خشک ہونٹ ہی نہیں بلکہ رگ رگ، ریشہ ریشہ زبان حال سے فرحت اور خوشی میں مست ہو جاتا ہے۔ اس ٹھنڈک کی وجہ سے فرحت سارے جسم کو حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے روزے دار کو ایسی فرحت نصیب فرمائی ایک فرحت تو یہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک فرحت روزے کی وجہ سے روزے دار کو اور حاصل ہوگی۔ کہ جب میدان محشر بپا ہوگا، حساب کتاب ہوگا، جزا سزا ہو جائے گی اور جن کے دل میں ایک ذرہ بھی ایمان کا ہے ان لوگوں کو..... گناہوں کی صفائی کے بعد جنت میں داخل کر دیا جائے گا وہ جنّت کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائیں گے اور کسی کا کوئی معاملہ باقی نہیں ہوگا تو آخیر میں اللہ تعالیٰ سب سے پوچھے گا کہ کوئی اور ایماندار ہے؟..... بولو کوئی اور ایمان والا ہے؟ کوئی کسی کے علم میں ہے؟ سب فرشتے کہہ دیں گے اب ہمارے علم میں کوئی نہیں۔ یہ کافر رہ گئے تو اللہ تعالیٰ کہے گا اب کچھ ایسے لوگ باقی ہیں جن کے ایمان کو صرف میں جانتا ہوں، کوئی فرشتہ بھی نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ سارے مرحلے گذر جائیں گے اور جنتی لوگ خوشیوں اور نعمتوں میں مست ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ جنت والوں سے پوچھے گا کہ تم لوگوں نے کیا کیا پایا۔ تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا، کیا وہ سچ نکلا؟ کہیں گے بے شک، نعمتیں ملیں؟ کہیں گے بے شک؟ جنت ملی؟ کہیں گے بے شک مل گئی۔ بہت کچھ اور سب کچھ ملا کہ تو ہمارا رب ہم سے خوش ہو گیا۔ اب اللہ تعالیٰ آخری نعمت اپنا دیدار عطا فرمائے گا جنت والوں کو۔ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ روزے کی وجہ سے جنت والوں کو یہ دیدار الٰہی کی نعمت اور فرحت حاصل ہوگی۔ اور وہ اتنی بڑی نعمت ہوگی کہ اللہ کے حسن وجمال کو دیکھ کے جنت کی سب نعمتیں ہیچ ہو جائیں گی، بھول جائیں گے سب کچھ، جنتیوں کو جنّت کی کوئی بات یاد نہیں رہے گی۔ وہ نعمت جو جنت کی تمام نعمتوں سے عظیم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا جمال وحُسن ہے۔ تو سارے عالم کو جمال دینے والا اور ذاتی جمال رکھنے والا اور کمال جمال، ایسا جمال رکھنے والا کہ اس کے سامنے جنّت بھی ہیچ ہو جائے ــــ اللہ تعالیٰ

سارے عالم کو جمال دینے والا
ذاتی جمال رکھنے والا
ایسا جمال رکھنے والا
کہ اس کے سامنے
جنّت کی نعمتیں بھی ہیچ ہو جائیں
اللہ تعالےٰ ہے



ہے۔ تو پھر کیا جو ایسا جمال رکھتا ہے اس سے محبت نہیں رکھنی چاہیئے؟ کیوں نہیں رکھنی چاہیئے؟ فطری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہونی چاہیئے اور بڑی محبت ہونی چاہیئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میری محبت کا انکار کیسے کرتے ہو اگر جمال محبت کا سبب ہے تو میں تنہا اس کا مستحق ہوں کہ مجھ سے محبت کی جائے۔ کامل و مکمل، ذاتی اصلی پورا جمال میں رکھتا ہوں مجھ سے محبت کرو۔

سے تمام کمزوریوں اور برائیوں سے پاک ہے۔ کوئی دوسرا نہیں سب محتاج ہیں۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیْد۔ اے لوگو! تم سب بھکاری ہو صرف اللہ غنی ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ احتیاج اس میں نہیں، عیب



اس میں نہیں، کمالات اس کے اندر ذاتی پائے جاتے ہیں۔ وہ ہر چیز میں کامل ہے، ہر نعمت میں کامل ہے، ہر خوبی میں کامل ہے، اس میں نقص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کمال

لوگ اپنے بڑوں کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ اسلام نے آکر ان پر پڑے ہوئے بھاری پتھر ہٹائے، غلامی سے نکالا، زمین کی پستیوں سے نکال کر اُبھارا اور آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ پھر وہ اپنے بڑوں کو چھوڑ کر خدا کے بندوں کے پیچھے پیچھے چل دئے۔

دوسری چیز کمال ہے۔ کمال بھی جب محبت کا سبب ہے اور یقیناً ہے تو اللہ تعالےٰ سے زیادہ محبت کا مستحق کوئی دوسرا نہیں، کیوں؟ اس لیے کہ جس جگہ جاؤ، جہاں دیکھو، کوئی اگر کمال ہے تو اس کے ساتھ زوال بھی موجود ہے۔ نقص بھی موجود ہے، اس میں خرابیاں اور بعض کمزوریاں بھی موجود ہیں اور سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ احتیاج موجود ہے سب محتاج ہیں، تنہا اللہ تعالیٰ احتیاج سے اور ہر عیب

سبب ہے محبت کا تو اللہ سے بڑا کون کامل ہے، کوئی کامل نہیں، سب ناقص، اللہ کامل ہے ــــ اس لیے اللہ سب سے بڑا محبوب ہونا چاہیئے۔ سب سے زیادہ محبت کا مستحق وہی ہے ــ تو جمال بھی اور کمال بھی اللہ میں ہے۔ اب رہا قرب کہ قرب بھی محبت کا سبب ہُوا کرتا ہے۔ بیٹوں سے بھائیوں سے ماں باپ سے بیوی سے شوہر سے استاد سے سب سے قرب کی وجہ سے بھی محبت ہوتی ہے تو دنیا میں

کامل قرب اللہ سے زیادہ کسی کو حاصل نہیں ہے۔ پہلے ماں سے قرب ہوتا ہے پھر جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے ماں سے قرب چھوٹ کر اوروں سے ہونے لگتا ہے۔ اور بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ پھر بیوی سے سب سے زیادہ قرب ہو جاتا ہے لیکن کتنا ہی قرب ہو کیسا ہی ہو۔ پیشاب، پاخانہ کی حوائج ضروریہ کھانا پینا کسی وقت تو جدائی ہوگی۔ یا نہیں ہوگی؟ ممکن ہی نہیں کہ قرب منقطع نہ ہو، چند سیکنڈوں، چند منٹوں چند گھنٹوں کی جدائی تو ہوگی۔ لیکن اللہ کی کائنات سے کوئی زمانہ کوئی مکان، کوئی حالت کوئی جگہ بھی ایسی نہیں نکالی جا سکتی کہ ساری عمر میں ایک سیکنڈ کے لیے بھی اللہ سے جدائی ہو سکے۔ وہ انسانوں کی شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد۔

وہ ذات تو فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔

وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے جہاں بھی چاہے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب، دل میں رگ رگ میں ہے۔ یہی تو تصوف اور سلوک ہے، اللہ تمہارے دل میں ہے۔ اگر تمہیں یاد ہو جائے کہ اللہ موجود ہے میرے دل میں، میرے ظاہر میں، میرے باطن میں، میرے آگے، میرے اوپر ہر وقت ہر جگہ اللہ موجود ہے تو تمہاری حالت یہ نہ ہو جو آج ہے۔ اگر یقین ہو جائے کہ وہ دیکھ رہا ہے تو کوئی چوری کیسے کر سکتا ہے؟ پولیس اور حکومت کیا چیز ہے اللہ کے سامنے۔ وہ ہر وقت، سب جگہ موجود ہے اگر اس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین ہو جائے تو غفلت دُور ہو جائے۔ یہی تصوف کا کام ہے کہ اس غفلت کو اس غیوبت کو دُور کر دیتا ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر آنکو غافل از وے یک زمانست
ہماں دم کافری در دے نہاں است
مبادا غافلی، پیوستہ باشد
در اسلام بروے بستہ باشد

یعنی جو آدمی اللہ سے ایک سیکنڈ بھی غافل ہو جائے اس وقت اس کے اندر غفلت اور معنوی کافری چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ سے یہ غفلت اور غیوبت پختہ ہو جائے تعلق ہی نہ رہے اور حقیقی اسلام کا دروازہ

بقیہ: مرزائیوں کے خطوط

مرزائیہ چاہتی ہے کہ مظلوم بن کر محاسبہ سے بچ جائے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا دے ... لیکن یہ تو ممکن ہے کہ قادیان کی جعلی نبوت کی طرح پاکستان کے بجائے لندن میں جعلی اسلام آباد بنا لیا جائے مگر رب محمدؐ کی جباری و قہاری سے مسیلمہ کذاب کی معنوی اولاد کو اب کوئی نہیں بچا سکتا۔

دل پر بند ہو جائے ــــ تو بھائی حقیقی بات یہی ہے کہ ہر وقت ہر جگہ اللہ موجود ہے۔ یہ سبق یاد ہو، مستحضر ہو بھولا نہ ہو تو پھر کسی گناہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تو موجود ہے ہم یاد کریں نہ کریں ہر وقت موجود ہے ہر جگہ موجود ہے بہرحال موجود ہے اور شہ رگ میں، رگ رگ میں، دل کی گہرائیوں میں، دماغ میں موجود ہے تو اللہ سے زیادہ قریب کوئی نہیں ہو سکتا۔ نہ ماں ہو سکتی ہے نہ بیوی ہو سکتی ہے نہ شوہر ہو سکتا ہے نہ کوئی اور ہو سکتا ہے اس لیے اللہ کی محبت فطری امر ہے ــــ اسی طریقہ سے احسان سبب ہے محبت کا دنیا کے سر اپنے محسنوں کے سامنے جھکتے ہیں لوگ کہتے ہیں، فلاں بڑا محسن ہے۔ اور محاورہ ہے جس ہانڈی میں کھاؤ اس میں سوراخ نہ کرو۔ فلاں بڑا نمک حرام ہے۔ اگر احسان نہ مانو، غافل ہو جاؤ، تمہاری مرضی لیکن جہاں پر جو بھی ہے بھائی یہ کس نے پیدا کیا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کسی اور نے بھی کچھ پیدا کیا ہے؟ یہ طاقت، یہ قدرت، یہ ارادہ، یہ اسباب، یہ فعل و عمل یہ نتیجہ دینے والا کون ہے؟ اللہ! اللہ کے علاوہ کوئی ہے تو بتاؤ۔ محسن حقیقی تو وہ ہے۔

نہ کس می دہاند نہ کس می دہد
خدا می دہاند خدا می دہد

نہ کوئی دیتا ہے اور نہ کوئی دلاتا ہے خدا ہی دیتا ہے دلاتا ہے۔

احسان تو اس کا ہے۔ دوست اور دنیا میں احسان کرنے والوں کو بھی ماننا چاہئے نمک حرام نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن حقیقی محسن یہ نہیں ہیں، اللہ نے انہیں ذریعہ بنایا ہے، حقیقی محسن تو وہ ہے۔ اس لیے اللہ کی محبت اصلی چیز ہے وہ ہونی چاہئے۔ تو بھائی جمال ہو کمال ہو، احسان ہو، قرب ہو ــ چاروں چیزیں بدرجۂ اتم کامل مکمل ذاتی کسی میں نہیں اللہ کے اندر پائی جاتی ہیں۔ پورے عالم میں ایک اللہ ہی کی محبت ہونی چاہئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر فَاتَّبِعُوْنِیْ تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو اور اگر تم حضورؐ کی پیروی کرو گے یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ تو تم محبوب اور اللہ تمہارا عاشق بن جائے گا۔ صرف یہ نہیں کہ تمہاری محبت قبول کرلی جائے گی یہ نہیں کہ انعام ملے گا۔ نہیں تم کو محبوبیت کا درجہ مل جائے گا۔ اللہ قرآن پاک میں کہتا ہے ــ تم حضور کی جوتیوں کے طفیل اللہ کے محبوب بن جاؤ تو محبت کی ادائیں اور ضابطے الگ ہوتے ہیں۔ پھر تم سے اللہ کو محبت بھی ہو اور تم کو چوراہے پر ذلیل بھی کیا جائے یہ نہیں ہوگا۔ انسان ہو، خطاکار ہو غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن اب تم محبوب ہو گئے اس لیے اللہ کہتا ہے یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو معاف کر دے گا۔ بلیک چیک دیتا ہے پہلے سے وعدہ کرتا ہے کہ اب تم سے محبت کا رشتہ ہو گیا ہے، حضورؐ کے طفیل تم میرے محبوب بن گئے اب جب تم محبوب بن گئے تو تمہیں ذلیل نہیں کریں گے تم سے جو خطائیں ہوں گی وہ معاف کر دی جائیں گی۔ یہ مقام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملے گا۔ اور کھلی ہوئی بات ہے کہ حضورؐ اللہ کے حبیب ہیں اور محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اپنے بچے جیسا بچہ کسی کا کہیں نظر آجائے، بس میں ٹرین میں کسی شہر میں، کہیں پر، تو دل کھنچتا ہے جی چاہتا ہے گود میں لے لیں ہنسائیں، کھلائیں پلائیں کیوں؟ کیا وہ پیارا ہے؟ نہیں۔ اپنا پیارا نہیں، اپنے پیارے جیسا ہے، اس مشابہت کی وجہ سے آپ کا دل اس کی جانب کھنچتا ہے۔ آقائے نامدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیارے ہیں۔ تم بھی اپنی چال ڈھال معاملات صورت سیرت عبادات گفتار رفتار سب چیزیں حضورؐ جیسی بنانے کی کوشش کرو۔ جیسے جیسے حضورؐ جیسے بنتے جاؤ گے اللہ کے تم بھی محبوب ہوتے جاؤ گے۔ کیونکہ محبوب جیسے بن گئے ہو اللہ کو تم سے بھی پیار ہو جائے گا۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ تم میرے محبوب بن جاؤ گے۔ حضورؐ کے طفیل میں۔ کیونکہ وہ اللہ کے محبوب ہیں پھر وعدہ ہے کہ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ تو بھائی! یہ نعمت ملتی ہے آقائے نامدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کے مطابق بننے سے۔ اور اللہ کہتا ہے حضورؐ کے نمونے سے وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لِمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ۔ جو رجاء اور امید اللہ سے رکھتے ہوں، غیروں سے نہیں، اللہ سے۔ وہی دینے والا ہے اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ دنیا کے پجاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نہیں چل سکتے۔ جن کا محبوب، جن کا مطلوب، اور مقصود دنیا ہو، غیر اللہ ہو وہ حضورؐ کی اتباع کر کے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ہاں! جو دنیا کو ہیچ سمجھیں کہ چند دنوں کے لیے یہاں آئے ہیں دنیا ہمارے لیے ہے ہم دنیا کے لیے نہیں ہیں۔

یہ جہاں تیرے لیے ہے۔ تو نہیں جہاں کے لیے

اصل منزل آخرت ہے۔ آخرت کا یقین ہوگا تو اس کی طلب ہوگی۔ تو وہ سرکارؐ کی اتباع سے ملے گی۔ حضورؐ کی محبت ٹھیک سے لے جائے گی اس منزل محبوبیت پر جو آخرت پر یقین رکھتے ہوں وہ حضورؐ کے نمونے سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا جو اللہ کا ذکر بہت کرتے ہوں، اللہ کا ذکر بہت کرنے والے، دل ان کا موحد بنے گا، دنیا ہٹے گی۔ رحمان کے عرش پر (دل پر) جو غیر بسا رکھے ہیں وہ بت ہٹیں گے۔ توحید حقیقی نصیب ہوگی۔ گناہ، سیاہی، قساوت دور ہوگی، اللہ کا تعلق اور ایمان کامل نصیب ہوگا اور اس کے ذریعے سے تمام دنیا ایک طرف آجائے اس کو چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی طاقت اور شوق پیدا ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ اور نبی کریمؐ کی احادیث میں حکم دے کر ذکر فرض کیا گیا ہے۔ بھائی! میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا، وقت ہو چکا ہے نماز کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے غیر کی غلامی محبوبیت محبت تعلق سے آزاد فرمائے اور اپنا تعلق عطا فرمائے، اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور دارین کی نعمتوں سے نوازے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سیّد اسعد مدنی

سیّد اسعد، حضرتِ مدنیؒ کے فرزندِ جلیل
جو ہیں سر تا پا جمال اور جو ہیں سر تا پا جمیل
جو ہیں بھارت میں مسلمانوں کے سالارِ عظیم
ہند میں ہے جن کی ہستی، اہلِ ایماں کی وکیل

سیّد اسعد، حضرت مدنیؒ کے پسرِ ارجمند
جن کے دم سے آج بھی زندہ ہے درسِ دیوبند

ریشمی رومال کی تحریک کے روشن نشاں
جن سے بھارت میں علَم اسلام کا ہے سربلند

سیّد اسعد، حضرت مدنیؒ کے فرزندِ رشید
اُن سے نسبت بھی سعید، ان کی محبت بھی سعید

گفتگو شیریں، زباں شیریں، بیاں وجد آفریں
اُن کی باتیں سن کے دل کہتا رہا "ھَل مِن مزید"

سیّد اسعد، حضرتِ انور کے ہم مکتب بھی ہیں
ہم نشیں ہیں ہم زباں، ہمدم بھی ہم منصب بھی ہیں

شیخ لاہوریؒ سے نسبت، حضرت مدنیؒ سے ربط
ایک جاں دو جسم، ہم مسلک بھی، ہم مشرب بھی ہیں

آج کل کچھ لوگ اُن کی ذات پر ہیں طعنہ زن
جن کو آتا ہے قلمکاری کا ایسا مکر و فن

بھارتی بھی ہیں، وقارِ ارضِ پاکستان بھی
اِک قلم سے لکھ رہے ہیں حُسنِ ظن اور سُوئے ظن

آج اگر اقبال ہوتے زندہ پاکستان میں
بھیج دیتے ان قلمکاروں کو انڈیمان میں

ان کے ماضی کو ابھی کچھ جاننے والے بھی ہیں
دن کو ہیں پرتاپ میں اور رات کو احسان میں

بحث جو تھی حضرتِ مدنی میں اور اقبال میں
قصّۂ ماضی ہے کیوں لاتے ہو اُس کو حال میں

اُن بزرگوں نے تو اپنا مسئلہ طے کر لیا
تم کہاں تک اس کو لے جاؤ گے استقبال میں

اختلاف ان کو تھا گر تجویزِ پاکستان سے
اس سے کب ثابت ہے وہ دشمن تھے پاکستان کے

وہ تو پاکستان کو مسجد یقیں کرتے رہے
اور تحفظ چاہتے تھے اس کا دل اور جان سے

وہ مسلماں جن کی قربانی سے پاکستاں بنا
ہند میں ہے اُن کے قتلِ عام کا کیوں سلسلا؟

فتحِ مکّہ، ہجرتِ اسلامیاں کا تھا صلا
کر کے ہجرت ہند سے اے رہبرو! سوچا ہے کیا؟

تم تو گنگا اور جمنا چھوڑ کر بھاگے یہاں
جن پہ چھ سو سال سکّہ تھا مسلماں کا رواں

خوانِ یغما کون پاکستان کو سمجھا کئے
مولوی تھے یا کہ مسلم لیگ کے تھے حکمراں؟

اس میں کچھ مفرورِ ملّت بھی تھے اپنے غمگسار
چھوڑ آئے ہند میں ہندی مسلماں کا مزار

نون بھی تھے دال بھی تھے میم بھی تھے لام بھی
نام کس کا لوں، تھے سب اسلام کے "غدمتگذار"

شاخِ گل پر بیٹھ کر یہ چہچہاتے ہی رہے
قافلے لٹتے رہے یہ مسکراتے ہی رہے

آج تک اڑتیس برسوں میں نہ نافذ ہو سکا
حکمراں اسلام کا نعرہ لگاتے ہی رہے

آج اگر ہونے کو ہے نافذ نظامِ مصطفیٰؐ
لوگ بننے کو ہیں جب سچ مچ غلامِ مصطفیٰؐ

کس لئے پھیلا رہے ہو قوم میں تم انتشار
اور پھر کس منہ سے تم لیتے ہو نامِ مصطفیٰؐ؟

میں غلامِ شیخ لاہوریؒ بھی ہوں، آزاد بھی
بُت پرست اور کعبۂ توحید میں آباد بھی
آخری شاگرد، بابائے صحافت کا ہوں میں
ہے ظفرؔ اور تاجورؔ کی دل میں اب تک یاد بھی

۵ر جنوری ۱۹۸۵ء ——— قلم برداشتہ ——— حکیم آزاد شیرازی مدیر تذکرہ لاہور